سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۴۶

لذت ذکر اور لطف ترک گناہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۴۶

لذتِ ذکر اور لطفِ ترکِ گناہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : لذتِ ذکر اور لطفِ ترکِ گناہ

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۳؍ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ مطابق ۲؍ دسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعرات

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵؍ فروری ۲۰۱۵ء بروز بدھ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس: 11182 رابطہ: +92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل: khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

امامِ عادل کی ایک انوکھی تشریح ۵
ذکر اللہ کی غیر فانی، غیر محدود اور بے مثل لذت ۶
حسن فانی سے اہل اللہ کے استغنا کا سبب مع تمثیل ۷
اللہ کی لذتِ دیدار کے سامنے جنت کالعدم ہوگی ۸
اللہ کے نام کا مزہ بھی جنت سے بڑھ کر ہے ۸
حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری کے حالاتِ رفیعہ اور شانِ عاشقانہ ۹
ترکِ گناہ کے مجاہدہ کا انعام ۱۳
اللہ کا پیارا بننے کا راستہ ۱۴
لذتِ ترکِ گناہ ۱۵
حسن مجاز کی فنائیت اور داستانِ عبرت ۱۸
خونِ دل کا بے مثل خوں بہا ۲۳

❁ ❁ ❁ ❁

عظمت تعلق مع اللہ

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاج قیصری
ذرّۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

لذتِ ذکر اور لطفِ ترکِ گناہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾[1]

وَقَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ؕ الخ[2]

آج کل جو مضمون چل رہا ہے کہ سات قسم کے لوگ ہوں گے جن کو قیامت کے دن اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا اور جس کو عرش کا سایہ نصیب ہو گا وہ بے حساب بخشا جائے گا کیوں کہ جہاں حساب ہو گا وہاں سایہ نہیں ہو گا اور جب اللہ تعالیٰ سائے میں بلا رہے ہیں تو یہ دلیل ہے کہ بے حساب بخشنا چاہتے ہیں۔ کوئی کریم کسی کو اپنے گھر میں پناہ دے اور پناہ دے کر پھر اس کو مصیبت میں مبتلا کر دے یہ دنیا کے کریموں سے بھی بعید ہے تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے کیسے ممکن ہے کہ جس کو عرش کا سایہ عطا فرمائیں اور پھر اس کو عذاب میں مبتلا فرما دیں۔ جن کی بخشش مقدر ہو گی اُن ہی کو عرش کا سایہ ملے گا اور وہ سات قسم کے لوگ ہیں جن میں سے تین نمبر بیان کر چکا ہوں۔

امامِ عادل کی ایک انوکھی تشریح

امامِ عادل یعنی جو مملکت کا خلیفہ یا بادشاہ ہو اور اپنی رعایا میں عدل و انصاف کرتا ہو۔

---

[1] التوبۃ:۱۱۹

[2] العنکبوت:۶۹

اس سلسلے میں میں نے عرض کیا تھا کہ بعض لوگ کہیں گے کہ بادشاہت تو خواب میں بھی نظر نہیں آرہی ہے، ہم کیسے امامِ عادل بن کر عرشِ الٰہی کا سایہ لے سکتے ہیں؟ اس پر میں نے عرض کیا تھا کہ اگر ہم اپنے جسم کی پانچ چھ فٹ کی مملکت پر عدل قائم کردیں تو ہمارا شمار بھی امامِ عادل میں ہوجائے گا یعنی آنکھوں سے بدنظری نہ کریں تو آنکھ کے صوبے پر عدل قائم ہوگیا۔ کانوں کی گانا سننے کی ڈیمانڈ کو پورا نہ کریں تو گویا کان کے صوبے پر عدل قائم ہوگیا۔ دل میں گندے خیالات قصداً لاکر حرام مزہ نہ لیں تو دل کے اندر کی وفاق اور سینٹرل گورنمنٹ پر بھی عدل قائم ہوگیا۔ اسی طرح سے سر سے پیر تک ہر عضو کو اللہ پاک کی نافرمانی سے جو بچالے تو ہر مؤمن امامِ عادل ہوگیا کیوں کہ اس کا قلب سینٹرل گورنمنٹ یعنی وفاق، مرکز اور دارالسلطنت ہے۔ اس کے دل نے کسی اللہ والے کی صحبت سے زبردست طاقتِ وفاقی حاصل کرلی جس سے اس کا دل تگڑا ہوگیا۔ پھر وہ اپنے جسم کے ہر صوبے میں عدل اور اللہ کی مرضی کے مطابق ایک عادل حکومت قائم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حرام لذت کو اینٹھنے کی غیر شریفانہ حرکت سے اس کو اللہ تعالیٰ حیا اور غیرت اور طہارتِ قلبی عطا فرماتے ہیں اور حفاظتِ قالبی بھی نصیب فرماتے ہیں یعنی اسے حیا آتی ہے کہ میں اللہ کا رزق کھاتا ہوں، ان کا رزق کھاکر آنکھ کی روشنی کو کیسے غلط استعمال کروں۔ کسی کی بہو بیٹی، بہن اور خالہ کو یا کسی لڑکے کو جس کی ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو یا ہلکی آئی ہو، کیسے دیکھوں۔ سارے اعضا کو نافرمانی سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ اس کو حیا عطا فرماتے ہیں اور بے حیائی اور غیر شریفانہ زندگی سے اس کو نجات عطا فرماتے ہیں۔

ذکر اللہ کی غیر فانی، غیر محدود اور بے مثل لذت

جسم کے تمام اعضا کو فرماں بردار بناکر، نافرمانی کی حرام لذتوں سے بچاکر وہ اپنے قلب میں مولیٰ کو پاکر اس قدر لطف پاتا ہے کہ لذتِ دوجہاں کو بھول جاتا ہے۔

لذتِ دوجہاں ملی مجھ کو تمہارے ذکر سے
مجھ کو تمہارے ذکر سے لذتِ دوجہاں ملی

بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ دونوں جہاں کی لذت سے زیادہ مزہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو عطا فرماتے ہیں۔ اللہ کے نام کی لذت پر اختر کا شعر ہے جو بار بار آپ سنتے ہیں ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

اللہ کے نام کی لذت بے مثل ہے، غیر فانی ہے، غیر محدود ہے۔

حسنِ فانی سے اہل اللہ کے استغنا کا سبب مع تمثیل

جب اللہ کے نام کی لذت قلب کو ملے گی تو فانی اور محدود لذتیں نگاہوں سے گر جائیں گی۔ آپ دنیا میں دیکھ لیجیے کہ سورج کے ساتھ رہنے والا پھر ستاروں سے دھوکا نہیں کھاتا، اسی لیے جو سیارہ سورج سے قریب ہے اس کا نام ''عطارد'' ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عطارد سیارے کو ایک چاند بھی نہیں دیا کیوں کہ سورج کے بے پناہ نور سے وہ ہر وقت روشن رہتا ہے، اس لیے چاند کا وہاں گزر نہیں ہے۔ اگر چاند وہاں جائے بھی تو اس کی روشنی کا ظہور نہیں ہوگا، نظر ہی نہیں آئے گا۔

تو جن کے قلب خالق آفتاب سے وابستہ ہیں، جو سورج کے پیدا کرنے والے کے ہم نشین ہیں ان کے قلب میں اتنا نور، اتنی روشنی رہتی ہے کہ سارے عالَم کی روشنیاں اور سارے عالَم کا نور اللہ کے نورِ ازلی کے سامنے ان کو ہیچ نظر آتا ہے اور بزبانِ حال وہ یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھ دی
زبانِ بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

اللہ کی لذتِ دیدار کے سامنے جنت کالعدم ہوگی

اسی لیے میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل فرمایا کرتے تھے کہ جب جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو کسی جنتی کو جنت کی کوئی نعمت یاد نہیں آئے گی، ٹکٹکی باندھ کر سب اپنے مولیٰ کو دیکھتے ہوں گے۔ یہی دلیل ہے کہ اللہ جیسا مزہ اور اللہ کے نام جیسا مزہ نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں۔ اگر اللہ کی لذتِ دیدار سے جنت کا مزہ زیادہ ہوتا تو پھر وہ اللہ کے سامنے جنت کو یاد کرتے لیکن اللہ کو دیکھ کر جنتی جنت کو بالکل بھول جائیں گے۔

اللہ کے نام کا مزہ بھی جنت سے بڑھ کر ہے

اسی طرح جن کو دنیا میں اللہ کے نام کا مزہ مل گیا دونوں جہاں کی لذتوں سے وہ مستغنی ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ مولیٰ کا مزہ بے مثل ہے، غیر فانی ہے اور ازلی و ابدی ہے اور جنت کا مزہ ابدی ہے ازلی نہیں ہے اور دنیا کا مزہ نہ ازلی ہے نہ ابدی۔ اس لیے اہل اللہ دنیا کے مزے تو کیا جنت کی نعمتوں کے مزوں سے زیادہ مزہ دل میں پاتے ہیں۔ جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے اطمینان ملتا ہے وہ غیر اللہ سے اطمینان اور چین لینے کا وسوسہ بھی نہیں لاتا۔ جن لوگوں نے اپنے دل میں چین اللہ کے علاوہ کسی سے حاصل کیا ہے یا حاصل کر رہے ہیں یا حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ وہی محروم جانیں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ اللہ اللہ ہے، مولیٰ مولیٰ ہے، مالک مالک ہے، بہت ہی عجیب شان ہے اُن کی۔ وہ بوریا اور چٹائی پر تخت و سلطنت کا مزہ دیتے ہیں، وہ چٹنی روٹی میں بریانی اور پلاؤ اور کباب کا مزہ دیتے ہیں، وہ دریا کے کنارے جنگلوں میں جہاں بھی کوئی ولی اللہ مصلّٰی بچھا کر دو رکعت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اپنے بوریا نشینوں کو بوریے میں سلطنت کا نشہ دیتے ہیں اور اپنے نام میں نشۂ لیلائے کائنات کو ہیچ کر دیتے ہیں۔ کیا بیچتا ہے نشۂ سلطنت اور کیا بیچتی ہے لیلائے کائنات، اور کیا حقیقت رکھتا ہے لیلاؤں کا نمک اور حسن۔ عین اُس وقت جب کوئی لیلائے کائنات میں سے کسی لیلیٰ کو اپنی آغوشِ محبت میں لے کر اپنی وفاداری، فداکاری اور جاں نثاری پیش کر رہا ہو اُسی وقت اگر

اُس لیلیٰ کو زیادہ مقدار میں موشن (motion) ہو جائے تو میں قرآن شریف اُس ظالم کے سر پر رکھ کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ! اُس وقت کیا کیفیت ہو گی؟ معشوق کو بھگاؤ گے یا نہیں؟ یا خود بھاگو گے یا نہیں؟ اُس وقت بھاگو گے اور بھگاؤ گے، جاگو گے اور جگاؤ گے۔ لیکن جو اللہ والے ہیں وہ اس گراؤنڈ فلور کے خبیث مقام سے مسرور ہوئے بغیر اللہ کے نام کی لذت میں مست ہیں اور ان کے قلب میں اتنا چین ہے کہ اگر کوئی سارے عالَم کا بے چین جس کو دنیا میں کہیں چین نہ ملا ہو وہاں پہنچ جائے اور ان کے پاس بیٹھ کر دیکھ لے، ان شاء اللہ تعالیٰ! وہ اپنے قلب میں چین پا جائے گا۔ جب اللہ والوں کی صحبت میں چین ملتا ہے تو اللہ کے ذکر میں کتنا چین ملے گا؟

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿۲۸﴾[۳]

جن کے اسم میں چین و اطمینان کا اثر ہے تو اُن کا مسمّٰی کیسا ہو گا۔ جب اللہ دل میں مل جائے گا یعنی جب اپنی تجلیاتِ خاصہ سے متجلّی ہو گا تب کتنا چین حاصل ہو گا۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری کے حالاتِ رفیعہ اور شانِ عاشقانہ

میرے مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ آج میں اپنے شیخ کی بات سناؤں گا۔ میرے مرشد نے مجھ سے عید گاہ میں فرمایا جب ہم لوگ سرائے میر (اعظم گڑھ) میں پڑھتے تھے تو عید گاہ میں نماز ہوتی تھی کیوں کہ مدرسہ غریب تھا، مسجد نہیں بنا سکتا تھا۔ عید گاہ میں جگہ جگہ درخت تھے۔ درخت کے پتوں سے چھن چھن کر چاند کی چاندنی زمین پر آ رہی تھی اور میرے مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پڑ رہی تھی جو مغرب کے بعد اوّابین پڑھ رہے تھے۔ وہ عجیب و غریب عاشق حق تھے۔ گرمی کا مہینہ تھا، ململ کا کُرتا پہنے ہوئے درختوں کے نیچے نماز میں مشغول پتوں سے چھن کر آنے والی چاندنی میں جگمگا رہے تھے، چمک رہے تھے، چمکا رہے تھے۔ چھ رکعات اوّابین سے فارغ ہو کر میری طرف رُخ فرمایا اور فرمایا کہ حکیم اختر! میں یہیں عید گاہ کی اسی

۳؎ الرعد:۲۸

محراب میں پیدا ہوا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ فرمایا کہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب اعظم گڑھ سرائے میر میں تشریف لائے تو یہاں اسی عید گاہ کی محراب میں میں حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا لہٰذا یہی میری جائے پیدایش ہے۔ جب کسی اللہ والے کے ہاتھ پر کوئی بیعت ہوتا ہے تو اُس کی نئی زندگی کی ابتدا ہوتی ہے، روحانی اور اللہ والی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور فرمایا کہ بیعت کے وقت حکیم الامت نے مجھ سے ایک بڑا امتحان بھی لیا، بڑا پیچیدہ اور مشکل امتحان تھا کہ جب بیعت فرمایا تو فرمایا کہ کہو میں بیعت ہوتا ہوں اشرف علی کے ہاتھ پر۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور رُسوائی سے بچالیا۔ میں نے فوراً عرض کیا کہ میں بیعت ہوتا ہوں حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کے ہاتھ پر۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر میں اُس وقت گھبرا کر کہہ دیتا کہ میں بیعت ہوتا ہوں اشرف علی کے ہاتھ پر تو میرا مرشد سوچتا کہ نہایت ہی پیٹ بھرے گنوار سے پالا پڑا ہے کہ جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی مرید بھی کہہ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس امتحان میں پاس ہوگیا۔ پھر رات کو حضرت نے ڈاک کے خطوط جواب کے لیے میرے حوالے کیے کہ کل دس بجے یاد دلا دینا۔ میں رات بھر بے چین تھا اور دُعا کر رہا تھا کہ یا اللہ! وقت پر یاد آجائے۔ ٹھیک دن کے دس بجے حضرت والا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خطوط دے دیے اور شکر ادا کیا کہ اللہ نے میری لاج رکھ لی کیوں کہ حضرت تو اس دنیا کے آدمی ہی نہیں تھے، ہر وقت اللہ کی یاد میں مست رہتے تھے، اس لیے حضرت کو دنیا کے کام کہاں یاد رہتے تھے لیکن شیخ کی عظمت کی وجہ سے یاد رکھنے کا اتنا اہتمام فرمایا۔ ایک بار فرمایا کہ حکیم اختر! اللہ کا راستہ یوں تو مشکل ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے تو اللہ کا راستہ صرف آسان ہی نہیں ہوتا بلکہ مزیدار بھی ہوجاتا ہے۔

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

ایک بار فرمایا کہ جب میں تھانہ بھون حاضر ہوا تو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے

اُٹھے اور چند قدم بڑھ کر مجھے لپٹا لیا اور فرمایا۔

اے آمدنت باعثِ صد شادی ما

اے عبد الغنی! تمہارے آنے سے مجھے سینکڑوں خوشی ہوئی اور فرمایا کہ میں پھولپور سے حضرت کے لیے اصلی گھی لے گیا تھا۔ بھینس اپنی پالی ہوئی تھی جس کو میں چنا کھلی اور بنولہ وغیرہ کھلاتا تھا۔ اُس کے گھی میں خوشبو آتی تھی۔ جب میں نے وہ گھی پیش کیا تو حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سونگھا اور فرمایا کہ خلیفہ اعجاز اس گھی کو رکھ لو، میں اس کو گرم گرم کھچڑی میں کھاؤں گا اور کسی کو نہیں دوں گا۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ حضرت کو میرا دل خوش کرنا تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والے اپنے دوستوں کا دل بھی خوش کر دیتے ہیں ورنہ یہی بات دل میں رکھتے اور زبان سے نہ فرماتے لیکن یہ سنا کر مولانا عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خوش کر دیا۔

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت عاشقانہ تھی۔ ایسی عاشقانہ عبادت کرتے ہوئے روئے زمین پر میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بھوکا پلاؤ قورمہ کھا رہا ہو، تلاوت کرتے کرتے فرطِ لذت سے اُچھل اُچھل جاتے تھے اور درمیانِ تلاوت کبھی اتنی زور سے اللہ اللہ کہتے تھے کہ مسجد ہل جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انجن میں جب اسٹیم زیادہ ہو جاتی ہے تو ڈرائیور انجن کا ڈھکن کھول دیتا ہے ورنہ انجن پھٹ جائے۔ لگتا تھا کہ اگر حضرت اس وقت اللہ اللہ کا نعرہ نہ لگائیں تو جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

کیا کہوں آہ وہ مرشد تھا مرا کیا اخترؔ
چشم تر نعرۂ ھُو چاک گریباں پایا

جب تک حضرت اپنے معمولات پورے نہ کر لیتے چین نہ آتا، یہاں تک کہ ایک بار حضرت کو ایک سو چار بخار ہو گیا لیکن حضرت نے اپنا وظیفہ نہیں چھوڑا۔ محراب میں گدّا بچھایا، تکیہ لگایا اور سارا وظیفہ پورا کیا۔ دس برس تک پھولپور سے سرائے میر جاتے ہوئے میں نے حضرت کو کبھی نہیں دیکھا کہ دائیں بائیں کبھی دو کانوں کو دیکھا ہو کہ مٹھائی کی دوکان ہے یا کپڑے کی ہے۔ بس تلاوت کرتے ہوئے سامنے نظر کیے ہوئے چلے جاتے تھے اور جہاں کہیں کسانوں کی

گائے بھینس کا گوبر پڑا رہتا تھا تو حضرت وہاں ناک پر انگلی رکھ کر تلاوت کو روک دیتے تھے اور فرمایا کہ جہاں بدبو ہو وہاں اللہ کا نام لینے میں خوفِ کفر ہے۔ یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ پھر جب تانگہ آگے بڑھ جاتا تھا تو پھر تلاوت شروع کر دیتے تھے۔ پانچ میل روزانہ جانا اور پانچ میل روزانہ آنا۔ اختر بھی شیخ کے ساتھ باوضو بیٹھا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اختر کو یہ نصیب بلکہ خوش نصیبی عطا فرمائی تھی۔ ایک دن اچانک تلاوت کو روک کر فرمایا کہ حکیم اختر! جب دعا میں آنسو نکل آئیں تو سمجھ لو دعا قبول ہوگئی، آنسو قبولیت کی رسید ہیں۔

میرے حضرت، میرے مرشد نے شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ حضرت میں اللہ اللہ کرتا ہوں اور جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس پر عمل کرتا ہوں، آپ کی صحبت کی برکت سے میرا ایمان اور یقین اس مقام پر پہنچا ہوا ہے کہ جب میں دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو مجھے لگتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں، یہ دنیا مجھے برائے نام دنیا لگتی ہے۔

یہاں تو ایک پیغامِ جنوں پہنچا ہے مَستوں کو
ان ہی سے پوچھیے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھوکے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے ہم نے چمن لٹادیا

صحنِ چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

یہ ہے شیروں کا کام، یہ اللہ کے مردوں کا کام ہے کہ اللہ کے لیے ساری لذتوں کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔ میرے مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ خط لکھا، یہ مجھے کس نے بتایا؟ میں ایک کام سے سلطان پور گیا۔ حاجی عبد الواحد صاحب، ایک بڑے میاں تھے جو حکیم الامت سے بیعت تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہارے پیر کی ایک بات تمہیں سناتا ہوں جو تم مجھ ہی سے سنوگے کیوں کہ وہاں کوئی اور نہیں تھا۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ ایک خط آیا ہے اعظم گڑھ سے جس میں لکھا ہے کہ میں جب دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو لگتا ہے

کہ آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ یہ شخص اپنے زمانے کا صدیق ہے، اپنے زمانے کے اولیائے صدیقین میں سے ہے۔ حاجی عبد الواحد نے بتایا کہ یہ تمہارے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب کا خط تھا۔ آہ! دنیا ہی میں اللہ والوں کے کیسے کیسے حالات ہوتے ہیں۔

ترکِ گناہ کے مجاہدہ کا انعام

اللہ کے راستے میں گناہوں سے بچنے کا غم اُٹھانے اور مجاہدوں کے رگڑے کھانے سے یہ مقامات نصیب ہوتے ہیں۔ میرے شیخ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تِلّی دُھلی ہوئی ہے، رگڑی رگڑائی ہے اور اتنی رگڑی گئی ہے کہ چھلکوں کے غلاف میں اس کا تیل نظر آرہا ہے کہ اگر سوئی چبھو دو تو تیل باہر آجائے۔ اب اس کو گلاب کے پھول میں بسایا جارہا ہے جس سے وہ تلی گلاب کی خوشبو کو اپنے اندر جذب کررہی ہے کیوں کہ رگڑی رگڑائی ہے، مجاہدے سے گزری گزرائی ہے۔ اب سارے گلاب کا اثر اس میں آئے گا۔ جب اس کو کولہو میں پیلیں گے یا مشین میں پیسیں گے تو روغن گل نکلے گا کیوں کہ تلی کے تیل پر گلاب کے پھول کا اثر غالب ہوگیا۔ اسی طرح اگر اس تل کو چنبیلی میں بسایا جائے تو روغن چنبیلی بنے گا۔ تل سے روغن گل بنایا جارہا ہے، روغن چنبیلی بنایا جارہا ہے، حالاں کہ نہ یہ گلاب ہے نہ چنبیلی ہے مگر رگڑ رگڑ کر مجاہدے سے اس کو حسّاس بنادیا گیا اور گلاب اور چنبیلی کی خوشبو کے جذب کی صلاحیت اس میں پیدا ہوگئی، جذب فیض مرشد کی خاصیت اس میں آگئی۔ اسی طرح جو لوگ گناہوں سے بچنے کا غم اُٹھاتے ہیں، دل پر غم جھیلتے ہیں اور اللہ کو ناراض کرکے حرام مزہ نہیں لیتے، اس غم کی وجہ سے ان کا قلب حسّاس، لطیف اور جذب فیض مرشد کی صلاحیت حاصل کرلیتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک شیخ کے دس مرید ہیں مگر دس کا تقویٰ اور دس کا تعلق مع اللہ الگ الگ ہوتا ہے۔ جس نے جتنا زیادہ اپنے نفس کو رگڑا ہے اتنا ہی زیادہ اس کے اندر شیخ کا فیض جذب ہوگیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ فلانے شیخ اور مرشد کے تو سو مرید ہیں مگر سب کا حال الگ الگ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سب کو یکساں فیض نہیں ملتا، ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق ملتا ہے۔ بارش ہوتی ہے تو پہاڑوں پر اس کا اثر اور ہے، پتھریلی زمین پر اور ہے اور ملائم زمین پر اور ہے۔

اللہ کا پیارا بننے کا راستہ

آج دو بات عرض کرتا ہوں کہ جن کی قسمت میں اللہ نے کسی صاحبِ نسبت شیخ کو مقدر کردیا اور شیخ سے تعلق جوڑ دیا اور شیخ کا بتایا ہوا ذکر بھی کررہے ہیں، وہ ذرا سا حوصلۂ مردانہ اور ہمتِ شیرانہ کرلیں اور دانت پیس کر ارادہ کرلیں کہ اللہ کو ناراض کرکے حرام مزہ قلب میں نہیں آنے دیں گے اور دل پر اللہ کے راستے کا مزیدار غم جھیل لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں، کیا ایسے غم اُٹھانے والوں کو وہ پیار نہ کریں گے؟ اگر آپ کے سینے میں انسانی دل ہے تو خود سوچیے کہ آپ سے ملنے کے لیے ایک آدمی آیا لیکن آپ کے حاسدین نے راستے میں اُس کے کپڑے پھاڑ دیے اور اُس کو اتنا مارا کہ جگہ جگہ سے خون بہہ رہا ہے مگر وہ بڑا ہمت والا ہے، آپ کا عاشق ہے اور کہہ رہا ہے ؎

بلا سے جان جائے گی تماشا گھس کے دیکھیں گے

جب وہ آپ سے ملے گا تو آپ اسے سینے سے لگائیں گے یا نہیں؟ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے راستے میں بڑی مشکلات تھیں، آپ کے دُشمنوں نے مجھے بہت مارا جس سے میرے کپڑے بھی پھٹ گئے اور میں خون میں لت پت ہوکے آیا ہوں مگر آپ کو نہیں چھوڑا تو اگر کوئی سینے میں دل رکھتا ہے تو ایسے دوست کو جو اتنی مصیبت اُٹھاکے اس سے ملے گا تو کیا اس کے دل میں کچھ رحم آئے گا یا نہیں؟ جب مخلوق کو رحم آئے گا تو اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ میرا بندہ ہر وقت اپنی نظر بچاکر خونِ آرزو کرتا ہے، جہاں دیکھتا ہے کہ میرا مولیٰ ناراض ہوگا وہیں خونِ آرزو کرتا ہے، اُس کے قلب میں خون کا دریا بہہ رہا ہے۔ پھر سارا عالَم اُس کو چھپا سکے ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو نہیں چھپنے دے گا کہ جس بندے نے میری راہ میں اتنا غم اُٹھایا ہے اُس کو اللہ چمکاکے سارے عالَم میں اُس کی خوشبو اُڑادے گا۔ اب اس پر میرا شعر سن لو ؎

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

اگر کوئی ایک نظر بچاکر قطرۂ خونِ دل، قطرۂ خونِ آرزو کرتا تو ممکن ہے کہ ایک قطرۂ خون کو کوئی چھپادیتا لیکن جو رات دن غم اُٹھا رہا ہے، اللہ کے راستے میں مولیٰ کو راضی رکھ رہا ہے اور

ہمتِ مردانہ اور ہمتِ شیرانہ استعمال کررہا ہے اور اُس کا قلب خون کا دریا اپنے اندر رکھتا ہے، دنیا دیکھے نہ دیکھے مگر اللہ ہر وقت دیکھ رہا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری راہ میں غم اُٹھا اُٹھا کر خونِ آرزو کرکر کے دریائے خون سے گزر رہا ہے تو کیا وہ اللہ ارحم الراحمین اُس کے خونِ آرزو کو رائیگاں کردے گا؟ جب آپ مخلوق ہو کر اپنے دوستوں کے خون کو رائیگاں نہیں کرتے، اُس کو انعام اور شاباشی دیتے ہیں اور اپنی دوستی کا اعلیٰ مقام دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہیں وہ بھی اپنے ایسے بندوں کو اپنی دوستی کا اعلیٰ مقام دیتا ہے اور اُس کے خونِ آرزو کو رائیگاں نہیں کرتا اور سارے عالَم میں اُس کو چمکا دیتا ہے کیوں کہ اُس کا دل شامی کباب بن چکا تو سارے عالَم میں اُس کی خوشبو کو اُڑا دیتا ہے۔ اب اختر کا شعر دوبارہ سنیے ؎

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

یہ گل پارے اور حاسدین اور مٹی کے ڈھیلے کسی اللہ والے کے دریائے خون کو پاٹ نہیں سکتے۔

لذتِ ترکِ گناہ

دوستو! یہ زندگی پھر دوبارہ نہیں ملے گی۔ یہ مزہ، یہ مجاہدے کا مزہ، یہ اللہ پر مرنے کا مزہ، یہ خونِ آرزو کرنے کا مزہ، حق تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش لانے کا مزہ پھر دوبارہ نہیں ملے گا۔ ایک خونِ آرزو پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دریا میں جوش آجاتا ہے اور وہ شاباشی دیتے ہیں اور حلاوتِ ایمانی سے اُس کا قلب بھر دیتے ہیں۔ ہر خونِ آرزو پر اور نظر کی حفاظت پر اللہ حلاوتِ ایمانی دیتا ہے۔ جس شخص نے ایک نظر بچائی اُس کو ایک حلوۂ ایمانی ملا اور جس نے سو نظر بچائی اُس کو سو حلوۂ ایمانی نہ ملے گا؟ پھر اُس کی دوکان حلوۂ ایمانی کی کتنی بڑی ہوگی، سمجھ لو۔ ہر شخص کے حلوۂ ایمانی کی دوکان الگ الگ ہے۔ ایک آدمی دو چار نگاہ بچالیتا ہے اور ایک آدمی ہے جو ایک نگاہ بھی خراب ہونے نہیں دیتا اور دل سے کہتا ہے کہ ؎

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

واللہ !قسم کھاکے کہتاہوں اُن دوستوں سے جو اختر سے محبت اور اعتماد رکھتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ کی منزل کی طرف صحیح راستے پر لے جارہا ہے کہ ہر خونِ آرزو پر اللہ تعالیٰ اتنی مٹھاس، اپنا اتنا قرب دے گا کہ دنیا کی لیلاؤں کو کیا حوروں کو بھی یاد نہ کروگے کیوں کہ اللہ تعالیٰ حوروں کے خالق ہیں اور حوریں مخلوق۔ وہ جب اپنے قرب کی لذت دیتا ہے تو پھر سمجھ لو کہ دونوں جہاں میں اس کا کوئی مثل نہیں ہے سوائے دیدارِ الٰہی کے جو جنت میں نصیب ہوگا۔ جن کو اللہ نے یہ مزہ دیا اُن سے پوچھو۔ شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کا قول ہے جسے میرے مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا کہ شاہ صاحب فرماتے تھے کہ جنت میں جب حوریں میرے پاس آئیں گی تو میں کہوں گا کہ بی بیٹھو میں تلاوت کر رہا ہوں، تم بھی میرے اللہ کا کلام سنو ورنہ اپنا راستہ لو۔ بتایئے! کہاں یہ اللہ والے، عاشقانِ حق اور کہاں لوگ دوسرے ذوق دل میں لیے ہوئے ہیں جو بے شک جائز ہیں لیکن اللہ والوں کے عشق کا مقام کچھ اور ہے، مگر جائز ذوق کیا ہے ؟ جنت کی نعمتوں، جنت کی حوروں کی طرف لالچ کرنا۔ اگر کوئی عاشق صورت حوروں کی لالچ میں نامحرم صورتوں سے، حرام لذتوں سے بچتا ہے تو یہ محمود ہے، مطلوب ہے، باعثِ اجر و ثواب ہے لیکن عاشقانِ حق کا مقام بہت بلند ہے کہ وہ جنت کی لالچ میں نہیں، اللہ کی رضا کے لیے، اللہ کی ذات کے لیے گناہوں سے بچتے ہیں اور جائز ذوق کی ترجمانی اس شعر میں ہے ؎

دنیا سے مر کے جب تم جنت کی طرف جانا

اے عاشقانِ صورت حوروں سے لپٹ جانا

یہ میرا ہی شعر ہے۔ میں ہر نظارہ دکھاتا ہوں کہ عاشقانِ صورت کا یہ منظر ہے اور عاشقانِ ذاتِ حق لیلائے کائنات کے خالق پر فدا ہوتے ہیں یہاں بھی وہاں بھی۔ یہ سمجھ لو کہ ہر لیلیٰ کا ڈیزائن الگ ہے، ہر لیلیٰ کا نمک الگ ہے تو اے لیلاؤں کے ڈیزائن پر مرنے والو! جو سارے عالَم کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ڈیزائن دے رہا ہے اگر وہ ڈیزائنر (designer) تمہارے دل میں آجائے گا تو تم ایک لیلیٰ نہیں سارے عالَم کی لیلاؤں کے ڈیزائن کو پاجاؤگے کیوں کہ ڈیزائنر میں لیلیٰ کاری کی صنعت کاری موجود ہے۔ کیا کہیں دوستو!

میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور لذت اور قرب کے مقام کو بیان کرسکوں لیکن جو کچھ عرض کرتا ہوں اس کو بھی غنیمت سمجھو، اور جو لوگ دنیاوی لیلاؤں کے مختلف ڈیزائن کے چکر میں ہیں تو اُن کی پریشانی کا بھی عجیب عالَم ہے کیوں کہ دل تو ایک ہی ہے، ایک ڈیزائن کو دیکھا اور ہائے ہائے کیا کہ کاش! یہ مل جاتی، دوسری ڈیزائن کو دیکھا اور ہائے ہائے کیا۔ ساری زندگی ہائے ہائے کرتے رہو۔ ظالمو! کاش کاش کرتے رہو اور دل پاش پاش ہوتا رہے گا۔ ہائے ہائے چھوڑو اور جس کو دیکھ کر ہائے ہائے کررہے ہو، جس ڈیزائن کو دیکھ کر تم حیران و سرگرداں اور پریشان ہو اُس کا ڈیزائنر تلاش کرو وہ یہیں دنیا میں مل جائے گا۔ کیسے؟ اللہ والوں کے پاس جاؤ، اُن سے اللہ کی محبت سیکھو۔ چند دن محنت کرنی پڑے گی، چند دن خونِ تمنا کرنا پڑے گا، چند دن اِن لیلاؤں سے صَرف نظر کرنا پڑے گا لیکن پھر گناہوں کے ترک سے دل میں ایسی حلاوت ایسی مٹھاس ملے گی کہ تمام لیلاؤں کو بھول جاؤ گے۔ جب وہ خالق لیلائے کائنات دل میں اپنی تجلیاتِ خاصہ سے متجلّی ہوگا تو عالِم غیب برائے نام عالَم غیب رہے گا اور اُس مولیٰ کا قربِ خاص دل محسوس کرے گا۔ پھر عالَم ہی کچھ اور ہوگا۔ پھر ان شاء اللہ! ہر وقت آپ کا قلب اللہ سے مست رہے گا۔ بیوی کا بھی حق ادا کروگے لیکن اللہ کا حکم سمجھ کر، مگر جب اذان ہوجائے گی تو اُس وقت کہوگے کہ میری لیلیٰ اب میں مولیٰ کے حضور میں جارہا ہوں۔ جان دے سکتا ہوں ایمان نہیں دے سکتا، اب جماعت سے نماز ادا کروں گا۔ تو جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو تلاش کرلیا اور مولیٰ کو اپنے قلب میں پالیا، جو سارے عالَم کی لیلاؤں کے ڈیزائنر کو پاگئے، سارے عالَم کی مٹھائیوں کی چاشنی اور مٹھاس دینے والے کو پاگئے، بخشندۂ شیرینی کائنات کو پاگئے تو پھر سمجھ لو وہ یہی کہتے ہیں جو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل! یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے۔ ارے شکر کیا جانے میرے مولیٰ کی مٹھاس کو ؎

از لبِ یارم شکر را چہ خبر

اس شکر کو میرے اللہ کے نام کی مٹھاس کی خبر ہی نہیں ہے کیوں کہ شکر محدود ہے، یہ

غیر محدود لذت کی حامل نہیں ہوسکتی۔ بس عاشقوں کے قلب ہی میں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیر محدود مٹھاس کو اپنے قلبِ محدود میں پاجاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو کرامت ملی ہے، اللہ نے اُن کے دل کا مٹیریل(material) ایسا بنایا ہے۔ اُس مٹھاس کو پاکر ہی وہ کہتے ہیں ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد
اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

اے دل! یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا جس نے اس شکر کو پیدا کیا ہے وہ زیادہ میٹھا ہے اور اے دل! یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کو بنانے والا زیادہ حسین ہے۔ اس لیے جو خالق شمس و قمر کو پاگئے اُن کو سورج اور چاند کی روشنی لوڈ شیڈنگ معلوم ہوتی ہے۔ جب تک اللہ کا نام نہ لے لیں یہ شمس و قمر اُن کو پھیکے معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ دنیا کے سورجوں اور دنیا کے چاندوں پر فدا نہیں ہوتے۔ اگر مجنوں کو کوئی شمس الدین تبریزی مل جاتا تو اُس کے عشق لیلیٰ کو اپنی روحانی طاقت سے عشق مولیٰ میں تبدیل کردیتا اور وہ پاگل نہ ہوتا، بلکہ اللہ والے پاگلوں کو آب و گِل سے نکال کر، فانی دلدلوں سے نکال کر، عشق فانی کے ہنگاموں اور زلزلوں سے نکال کر اللہ کی غیر فانی محبت کے زمزموں سے ایسا مست کردیتے ہیں کہ سارا عالَم مع اپنی لذتوں کے اُن کی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔

حسن مجاز کی فنائیت اور داستانِ عبرت

اور اگر کسی اللہ والے کی صحبت نہ ملے تو مٹی کے ان کھلونوں ہی میں یہ دنیا والے مست رہتے ہیں۔ اپنی آنکھوں سے حسن کو مٹی ہوتے دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی یقین نہیں آتا کہ یہ مٹی کے کھلونے ہیں۔ آہ! مٹی کے کھلونوں کی خاطر اپنی آخرت کو، ہمیشہ کی زندگی کو جہاں کبھی موت بھی نہ آئے گی تباہ کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔

کیا کہیں اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے عبرت انگیز بنایا ہے۔ سولہ سال کی لڑکی کو دیکھو تو عقل بَر معلوم ہوتی ہے، کہتے ہیں کہ یہ تو عقل اُڑا رہی ہے۔ پی آئی اے کی ایئر ہوسٹس جب

میک اپ کر لیتی ہے تو نفس میں پک اپ (pick up) ہوتا ہے لیکن ان ہی کو بڑھاپے میں دیکھو، جب ریٹائر ہو جائیں تو جا کر ان کی خیریت پوچھو۔ سولہ برس کی گڑیا جب ساٹھ برس کی بڑھیا بن کر لٹھیا لیے ہوئے آئے گی تو اُس کو دیکھ کر کیا نفس میں پک اَپ ہو گا۔ کیا اُس وقت اُس سے اظہارِ محبت کرو گے اور اُس پر دل و جان فدا کرنے کو جی چاہے گا؟ یا اُس کو دیکھ کر بھاگو گے۔ اسی طرح سولہ سال کے جس حسین پر مرتے ہیں وہی سولہ سال کا گڈا جب ساٹھ برس کا بڈھا بن جائے گا تو پھر اُس کو دیکھ کر کیوں بھاگتے ہو اور کیوں کہتے ہو کہ تمہیں دیکھ کر تکلیف ہو رہی ہے۔ جس کو دیکھ کر خدا کو بھول جاتے تھے، خدا کا خوف نہ آتا تھا اُسی کو دیکھ کر اب کیوں پاجامہ باندھ رہے ہو۔ زوالِ حسن کے بعد اب عقل ٹھیک ہو گئی لیکن اب کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اگر عین شبابِ حسن کے وقت بچتے تو اللہ کو پا جاتے۔

آہ! سارا عالَم مردہ ہے۔ یہ دنیا مُردوں کا قبرستان ہے۔ جو آج چل رہے ہیں سمجھ لو یہ سب قبروں میں لیٹے ہوئے ہیں۔ جتنے آدمی زمین کے اوپر ہیں سو برس کے اندر سب زمین کے نیچے قبر میں چلے جائیں گے۔ ہر صدی کے بعد زمین کے اوپر کا سارا طبقہ زمین کے نیچے چلا جاتا ہے۔ ذرا سوچو تو کہ کس پر جان دیتے ہو۔ ارے مُردوں پر کیا جان دینا ہے۔ اُن کے حسن کا نقد مال نہ دیکھو، اُن کا زوال دیکھو تو اُن کے فتنے سے محفوظ رہو گے۔

اُن کے بچپن کو اُن کے بچپن سے
پہلے سوچو تو دل نہیں دو گے

اگر نقد نرائن دیکھو گے، اور ان کے ڈیزائن پر مرو گے تو اللہ کے خزائن سے محروم رہو گے۔ اُن کا انجام دیکھو کہ ہر لڑکی نانی اماں ہونے والی ہے اور ہر لڑکا نانا ابا ہونے والا ہے۔ اگر کوئی اس کو چیلنج کرے کہ فلاں لڑکی ایسی معشوقہ ہے جو ہمیشہ جوان رہے گی اور کبھی نانی اماں نہیں بنے گی اور فلاں لڑکا ایسا معشوق ہے جو ہمیشہ جوان رہے گا اور کبھی نانا ابا نہیں بنے گا تو میں اُس کا چیلنج قبول کرتا ہوں اور میں اس کا مقابلہ کروں گا اور عقل کی بین الاقوامی عدلیہ میں ثابت کروں گا کہ ہر لڑکی کو نانی اماں بننا ہے اور ہر لڑکے کو نانا ابو بننا ہے چاہے اُس کے نواسے نواسی ہوں یا نہ ہوں۔ بغیر نواسہ نواسی کے بھی لڑکی نانی اماں معلوم ہو گی اور لڑکا نانا ابا معلوم ہو گا۔

میں ایسے ہی تھوڑی کہتا ہوں، تم اس کو تسلیم کروگے، اس کے خلاف بول نہیں سکتے، اپنے دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں لاسکتے، تمہارا دعویٰ بلادلیل ہے کیوں کہ تو ہُّم اور مجاز ہے اور میں بلاخوفِ تردید جو دعویٰ کررہا ہوں وہ مدلّل ہے، مسلّم ہے، حقیقت ہے کہ اگر کوئی حسین اور حسینہ طے کرلیں اور اسٹامپ پیپر پر آپس میں معاہدہ اور پیکٹ بھی کرلیں کہ ہم اپنی جوانی کا پورا پورا فائدہ اُٹھائیں گے اور ہر وقت ایک دوسرے سے چمٹے رہیں گے، ایک لمحہ کو بھی الگ نہیں ہوں گے تو میں کہتا ہوں کہ ایک دوسرے سے چمٹے چمٹے وہ بڈھے ہوجائیں گے، اُن کے کالے بال سفید ہوجائیں گے، دانت اُکھڑ کر گر پڑیں گے، گال پچک جائیں گے۔ یہ کوئی فرضی قصے نہیں ہیں، یقینیات ہیں۔ یہ یقینی ہے کہ اُن کے دانت اُکھڑ کر باہر آنے والے ہیں، کالے بال سفید ہونے والے ہیں، کمر جھکنے والی ہے، آنکھوں سے کیچڑ بہنے والا ہے اور ایسا بڑھاپا آنے والا ہے کہ دیکھ کر نفرت ہونے لگے گی۔ پھر کون ہے جو کسی بڈھے کو معشوق بنائے اور کون ہے جو کسی بڈھی معشوقہ سے آنکھ لڑائے۔

چند روزہ بہار ہے اور چند دن کا مجاہدہ ہے۔ چند دن مجاہدہ کرلو اور ہمیشہ کو چین پا جاؤ۔ دیکھیے! انسان کی زندگی کا زمانہ تین حصوں پر تقسیم ہے، بچپن، جوانی اور بڑھاپا۔ بچپن نا قابلِ التفات ہے اور بڑھاپا نا قابلِ التفات ہے۔ دو نا قابلِ التفات کے بیچ میں جوانی کا زمانہ ہے اور یہی امتحان ہے۔ صرف جوانی میں مجاہدہ کرلو، دل اور آنکھوں کو بچالو اور وہ بھی حرام سے، حلال کو ہم منع نہیں کرتے۔ اگر پیسہ ہے شادی کرلو اور حلال مزہ لے لو، لیکن اگر کوئی غریب ہے، شادی نہیں ہورہی ہے یا کسی کی قسمت ہی میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میرا بندہ رومانٹک مزاج ہے، حسن پر حریص ہے، اگر اس کی شادی کردوں گا تو رات دن ایک کردے گا، اعتدال میں نہیں رہے گا اور اپنی صحت خراب کرلے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر ایسوں کے لیے انتظام ہوتا ہے کہ اُن کی شادیاں نہیں ہوتیں۔ تو ایسے لوگ صبر کریں اور میرے اس شعر پر عمل کریں ؎

جب نہیں دی مجھے حلال کی مے
کیوں پیوں چھپ کے میں ہلال کی مے

اللہ کو راضی کرنے کی مشق کرنا اللہ کو حاصل کرنے کے مترادف ہے۔ اگر خونِ تمنا نہیں کرنا ہے تو اس راہ میں قدم نہ رکھو۔ یہ راستہ ہیجڑوں کا نہیں ہے، شیر مردوں کا ہے، مردانہ ہمت سے کام لو۔ خدا نے ہیجڑا نہیں بنایا، اپنے اختیار سے ہیجڑا اور بزدل بنے ہوئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہمت عطا فرمائی ہے، پھر تقویٰ فرض کیا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم بہانہ کردیں کہ صاحب! کیا کریں ہمارے اندر تو ہمت ہی نہیں ہے کہ ہم نظر بچائیں، حسینوں سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہیں کہ ہمت نہ دیں اور تقویٰ فرض کردیں۔ سب کو ہمت ہے لیکن ہم اپنی ہمت کو استعمال کرنے کی ہمت نہیں کرتے۔ جیسے اپنے بچے کی محبت میں بھینس دودھ چڑھالیتی ہے، پھر لاکھ اُس کے تھن پر ہاتھ مارو مجال ہے جو دودھ اُتارے۔ ہاں! اگر مالک کی محبت بچے سے زیادہ ہوجائے۔ اسی طرح اگر ہم کو اپنے پیدا کرنے والے کی محبت نفس کی خواہشات سے زیادہ ہوجائے تو تقویٰ بالکل آسان ہے۔ جو نفس کو حرام لذتوں کی غذا دیتا ہے، نفس کا خون نہیں پیتا وہ بخدا! کبھی باخدا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اپنی جانوں پر رحم کرو، ہیجڑے پن سے توبہ کرو اور اس میں کوئی نیک نامی بھی نہیں ہے۔ پوچھ لو اُن سے جنہوں نے خواہشاتِ نفس سے سودا کر رکھا ہے کہ جن کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہو اُن کی نگاہوں میں عزت والے ہو یا کتّے اور سور سے زیادہ بدتر معلوم ہوتے ہو؟ اپنی ذلت و خواری گوارا کرتے ہو اور اللہ سے بھی محروم رہتے ہو۔ آہ! اللہ سے محرومی دونوں جہاں سے محرومی ہے کیوں کہ اللہ دونوں جہاں کا مالک ہے۔ جو دونوں جہاں کے مالک کو راضی رکھتا ہے اُس کو دونوں جہاں ملتا ہے اور جو نفس کی چالوں میں آتا ہے وہ دونوں جہاں سے محروم رہتا ہے اور اللہ والا بھی نہیں ہوسکتا اور خَسِرَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ کا مصداق ہو کر دونوں جہاں میں خائب و خاسر و نامراد رہتا ہے۔ صرف کمینے اور محروم لوگ ہی کہتے ہیں کہ ہمارے اندر ہمت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمت ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابھی کوئی پستول دکھادے تو مجال ہوگی گناہ کرنے کی؟ کیا اُس وقت کہوگے کہ جان رہے یا جائے مجھ کو اس کی پروا نہیں یا بگ ٹُٹ بھاگوگے۔ جیسے باگ ٹوٹ جائے تو گھوڑا بھاگتا ہے ایسے ہی یہ شخص بھاگے گا۔ بات یہ ہے کہ جان پیاری ہے۔ اگر ایمان پیارا ہوتا تو گناہ سے ایسے ہی بھاگتا۔ جو جان لڑادے گا وہ جان چھڑالے گا اور اللہ کو پالے گا۔ اگر اللہ کا ملنا محال ہوتا تو تقویٰ فرض ہی نہ ہوتا۔ ناممکن کام اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیوں دیتے۔ ہم تقویٰ کو مشکل کرلیتے ہیں دیکھ دیکھ کر للچا للچا کر۔ اگر نظر کی حفاظت کرلیں تو کوئی پرچہ مشکل نہیں۔ اس زمانے میں

کوشش کرو کہ پہلی نظر بھی خراب نہ ہو، احتیاط سے نظر اُٹھاؤ کیوں کہ پہلی نظر معاف تو ہے کیوں کہ بے اختیار ہے اور اس سے بچنا مشکل ہے لیکن نقصان دہ وہ بھی ہے کیوں کہ شیطان کا زہر آلود تیر ہے اور زہر کوئی اَن جانے میں بھی کھالے تو اُس پر گناہ تو نہ ہو گا لیکن زہر نقصان تو کرے گا۔ اس لیے بے پردگی و عریانی کے اس زمانے میں اچانک نظر میں بھی احتیاط کرو ورنہ جو بے فکری سے اچانک نظر ڈالے گا وہ اچانک میں چینک کی چینک زہر کی پی جائے گا۔ بس اس زمانے میں اللہ والا بننے کا راستہ قلب و نظر کی حفاظت ہے۔ اس میں دل کا خون ہو تو ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہم سے خونِ ارماں ہی چاہتے ہیں۔ میرا شعر ہے ؎

نَے تیرا دل نَے تیری جاں چاہیے
اُن کو تجھ سے خونِ ارماں چاہیے

جس کو اپنے ارمانوں کا خون کرنا آ گیا وہ خدا کو پا گیا اور جو خدا کو پا جائے گا وہ کیا کچھ نہ پا جائے گا۔ دونوں جہاں کی لذتوں سے بڑھ کر مزہ اُس کو نہ آئے گا؟

بس کیا کہوں میرے دل میں جو مضمون ہے وہ ادا نہیں ہوا، اس کی ترجمانی نہیں ہو سکتی۔ لغت فیل ہو جاتی ہے، الفاظ ہاتھ جوڑ لیتے ہیں کہ اس سے آگے ہماری پرواز نہیں۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ سے فریاد اور رونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ بس روتا ہوں کہ اے اللہ! آپ ہی میری آہ کو میرے دل میں اور سامعین کے دلوں میں اُتار دیجیے۔

تو دوستو! یہی عرض کرتا ہوں کہ اللہ نے عقل دی ہے، ذرا سوچو کہ جو اللہ دونوں جہاں کی لذتوں کو پیدا کرتا ہے وہ اگر ہمارے قلب کو حاصل ہو جائے تو کیا ہمارا قلب حامل لذاتِ دو جہاں نہیں ہو گا؟ جو خود بے مزہ ہو وہ بامزہ چیز کو کیسے پیدا کرے گا۔ پس جو دونوں جہاں کی لذتوں کا خالق ہے وہ بھلا خود بے مزہ ہو گا؟ لہٰذا دو کام کر لو تو مولیٰ مل جائے گا، ''ڈیزائن'' پر مرنے کی ضرورت نہیں ہے ڈیزائنر مل جائے گا۔

بس دو ہی کام ہیں: ۱) کسی اللہ والے سے محبت کرو، اس کی صحبت اُٹھاؤ۔ اہل اللہ کی پیوند کاری کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں نازل فرمایا ہے: كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ [۴] کہ اللہ والوں کے ساتھ رہو۔ یہ پیوند کاری خدائی ٹیکنالوجی ہے کہ تمہارا دیسی دل جب اللہ والوں

---

[۴] التوبة:۱۱۹

کے دل سے پیوند کھائے گا تو پھر تم ویسے ہی ہو جاؤ گے جیسا تمہارا پیر ہے۔ ۲) اور دوسرا کام ہے اللہ کے راستے میں گناہ چھوڑنے کا غم اُٹھانا۔

خونِ دل کا بے مثل خوں بہا

بس چند دن اپنی آرزوؤں کا خون کرلو۔ صاحبو! وہی دردِ دل پاجاؤ گے جو اُس اللہ والے کو حاصل ہے۔ جیسا کہ میرے شیخ نے جونپور میں مجھے دکھایا تھا کہ جو تِلّی ثابت ہے اگر غلطی سے اُس کو گلاب کے پھول میں رکھ دیا تو گلاب کی ذراسی خوشبو بھی نہیں آئے گی لہٰذا اپنے قلب کے تل کو مجاہدات سے رگڑ رگڑ کر حسّاس اور لطیف کرلو، غم اُٹھالو اور ایک لمحہ مالک کو ناراض نہ کرو۔ ان شاء اللہ! اس کا بے مثل صلہ ملے گا، بے مثل خوں بہا ملے گا۔ جو اللہ شریعت میں قانون خوں بہا کا بنا سکتا ہے کہ اگر کوئی کسی کو قتل کردے تو اس کا خوں بہا اُس پر فرض کرتا ہے تو وہ ارحم الراحمین اللہ اپنے راستے میں اپنے عاشقوں کو خونِ آرزو پر خوں بہا نہ دے گا؟ وہ خونِ آرزو پر بے مثل خوں بہا، بے مثل صلہ اور بے مثل بدلہ دیتا ہے جس کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ جو نظر بچاتا ہے اللہ اُس کو حلاوتِ ایمانی دیتا ہے، آنکھ کی مٹھاس لے کر دل کی مٹھاس دیتا ہے اور کیا کیا دیتا ہے۔ اُن کے راستے میں اپنی آرزو کا خون کرکے تو دیکھو۔ دنیا والے تو ایک خوں بہا دے سکتے ہیں یا مال دیں یعنی دِیَت جو شریعت کا حکم ہے یا پھر اُس کا قصاص ہے کہ قتل کردیں لیکن اللہ تعالیٰ جو خوں بہا دیتا ہے وہ بے شمار و بے حساب اور غیر محدود ہوتا ہے اور اُس کا کوئی مثل بھی دنیا میں نہیں پاؤ گے۔ اس لیے ہر ولی اللہ اپنے قلب میں ایک لذت بے مثل رکھتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بے مثل ہے تو اُن کے نام کی لذتِ بھی بے مثل ہے، غیر محدود ہے، غیر فانی ہے۔ دنیا کے سلاطین محدود تخت و تاج رکھتے ہیں، اللہ والے غیر محدود تخت و تاج رکھتے ہیں، دنیا کے عاشقین پاپڑ بریانی شامی کباب محدود کھاتے ہیں لیکن اللہ والے جب ایک دفعہ اللہ کہتے ہیں تو سارے عالَم کے انگوروں کا رَس، سارے عالَم کے شامی کباب اور بریانی کا مزہ اُن کے دل میں پہنچ جاتا ہے کیوں کہ وہ خالق انگور ہے، خالق سیب ہے، خالق کباب و بریانی ہے، خالق لذاتِ دوجہاں ہے۔ کیا کہیں دوستو! سچ کہتا ہوں کہ اب کائنات کی لغت پیچھے ہٹ رہی ہے کہ اب اس سے زیادہ ہم

اللہ تعالیٰ کی محبت کو نہیں بیان کرسکتے لیکن ہم کہتے ہیں کہ کوئی شخص شامی کباب کی تعریف بیان نہ کرسکے لیکن شامی کباب کھالے تو مزہ پائے گا یا نہیں؟ آپ یہ نہ دیکھیں کہ اختر نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمتوں کو صحیح لغت سے تعبیر کیا ہے یا نہیں لیکن مان لو کہ ایک دیہاتی ہے، بے چارہ اُردو بھی نہیں جانتا لیکن شامی کباب آپ اُس کے منہ میں ڈال دیں تو خود ہی اُس کی سمجھ میں آجائے گا کہ میرے منہ میں کباب کی جو لذت ہے اُس کی تعبیر کے لیے اب کسی لغت کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کے لیے بس دو کام کرلو: ایک تو اللہ تعالیٰ کے کسی خاص بندے سے دوستی کرلو اور جگری دوستی کرلو اور کچھ دن اُس کے ساتھ رہ لو، سفر میں حضر میں دیکھو کہ وہ خوشی میں کیسا رہتا ہے، غصے میں کیسا رہتا ہے، لیلائے کائنات اور مجانین عالَم کے ساتھ اُس کا کیا رویّہ ہے، بادشاہوں کے ساتھ کیسا رہتا ہے اور غریبوں کے ساتھ کیسا رہتا ہے۔ اُس کی زندگی کے ہر موڑ پر ان شاء اللہ آپ پہچان جائیں گے کہ اُس کے دل میں کوئی عظیم الشان مال ہے جس کی وجہ سے یہ تمام دنیا کے مال کی طرف دیکھتا بھی نہیں، حسینانِ کائنات کی طرف نظر بھی نہیں اُٹھاتا۔ اور دوسرا کام میں نے بتادیا کہ اللہ کے راستے میں گناہ چھوڑنے کا غم اُٹھانے میں پیچھے نہ ہٹو، ہیجڑے نہ بنو، لومڑی نہ رہو، ہمتِ مردانہ اختیار کرو۔ پرتاب گڑھ میں ایک گویّا آیا مقدمے کے لیے میرے ایک وکیل دوست کے پاس۔ انہوں نے کہا کہ کچھ اشعار سنادے تو میں تیرا مقدمہ لڑوں گا۔ اُس نے کہا سنیے صاحب ؎

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہیے

اب میرے کان کھڑے ہوگئے کیوں کہ عشق کی بات جہاں بھی ہوتی ہے میں فوراً کان لگادیتا ہوں، سبق لیتاہوں بچپن ہی سے ؎

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہیے
پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہیے
فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہیے
مجنوں نے کہا ہمتِ مردانہ چاہیے

میں وہی آپ سے اپیل کرتا ہوں اپنے نفس سے بھی اور آپ کے نفسوں سے بھی اسی کی

گزارش کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہمیں ہمتِ مردانہ نہ دیتا تو احکامِ مردانہ بھی نہ دیتا۔ ہم کو ہمت اور طاقت دے کر حکم دیا کہ نظر بچاؤ، اس کے بعد ہم آپ کیوں ہمت نہیں کرتے؟ کیوں ہمت چور بنتے ہو؟ بھینس کی طرح دودھ چور جو اپنے بچے کے لیے دودھ چڑھا لیتی ہے یہی حال نفس کا ہے جو حرام لذتوں کے لیے ہمت چوری کرتا ہے، پوری ہمت استعمال نہیں کرتا۔ بس جس دن ارادہ کرلوگے کہ اے ظالم نفس! تیری لذتوں سے مجھے میرا اللہ زیادہ پیارا ہے، ساری زندگی اے نفس! تیری ڈیمانڈ کو مثل سانڈ کے میں نے آزمایا ہے لیکن مجھے عرق بید مشک اور افتیمون ولائتی صرح بستہ پینا پڑا اور میرے قلب میں پریشانیوں کے ہنگامے شروع ہوگئے، تیری بات مان کر کبھی چین نہ پایا لیکن اللہ کی بات جب مانی تو اللہ نے میرے قلب کو چین دیا۔ لہٰذا اُس مولائے کریم کی بات مانو اور نفس دُشمن کی بات مت مانو اور آج سے ارادہ کرلو کہ چاہے جان رہے یا نہ رہے اے نفس! تجھے لگام دینا ہے، تجھے لگام دینا ہے اور مجھے اللہ کو حاصل کرنا ہے۔ ارادہ کرلو، اللہ نے ہمت دی ہے۔ آج ہی ارادہ کرلو کہ آج کی تاریخ سے ہم اپنے مولیٰ کو ناراض کرکے حرام لذت نہیں لیں گے۔

بس یہی دو کام اللہ نے بتائے ہیں اللہ والا بننے کے لیے۔ جس آیت کی میں نے تلاوت کی کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[۵] اور دوسرا کام ہے مجاہدہ جو آیت وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا الخ[۶] ہے۔ شیخ کی صحبت گلاب اور چنبیلی ہے اور ہم لوگ کیا ہیں؟ تِل ہیں۔ اور تِل کا مجاہدہ کیا ہے؟ تِل کی رگڑائی، پھر گلاب کے پھول میں بسائی، پھر کولہو میں پسائی۔ ان شاء اللہ! پھر جو تیل نکلے گا وہ تِل کا نہیں ہوگا روغن گل ہوگا، روغن چنبیلی ہوگا۔ مجاہدہ اُٹھانے کے بعد اہل اللہ کی صحبت کے پھولوں کی برکت سے نفس کا بھی تیل نکل جاتا ہے۔ ایک صاحب بمبئی کے آئے تھے وہ تیل کا کام کرتے ہیں، میں نے کہا کہ آپ کس کس چیز کا تیل نکالتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں سرسوں کا تیل نکالتا ہوں، باپچی کا تیل نکالتا ہوں، گل بنفشہ کا بھی تیل نکالتا ہوں۔ میں نے کہا کہ کبھی نفس کا تیل بھی نکالا کہ نہیں؟ انہوں نے کہا کہ نفس کے تیل سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ میں نے کہا نفس کا تیل اگر نکال دو تو تم بھی ولی اللہ ہو جاؤ گے اور جس کو

---

۵ التوبۃ:۱۱۹

۶ العنکبوت:۶۹

لگاؤ گے وہ بھی ولی اللہ ہو جائے گا۔ اس کی غلط ڈیمانڈ کو پیس ڈالو، حرام خواہش کو پورا نہ کرو، بس سمجھ لو نفس کا تیل نکل گیا۔ آہ! یہی نفس کا تیل تو ولی اللہ بناتا ہے۔

ستر سال کی زندگی کا نچوڑ میں نے آج آپ کو پیش کر دیا کہ بس شیخ کے ساتھ رہو اور تہیہ کر لو کہ ہم مر جائیں گے مگر اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کریں گے۔ اگر نفس کہتا ہے کہ تم اگر بد نظری کا لعنتی کام نہیں کرو گے تو مر جاؤ گے۔ تو تم نفس کو یہی جواب دو کہ ہم لعنتی کام کر کے جینا نہیں چاہتے، لعنتی کام نہ کرنے سے اگر موت آتی ہے تو ہم ایسی موت کو عزیز رکھتے ہیں۔ بتاؤ! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک نہیں ہے کہ نفس تمہارا دُشمن ہے۔ کیوں بھئی! اُمتی ہو کر ہم لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر ایمان لانا فرض ہے یا نہیں؟ بس دُشمن کی بات مت مانو۔ اللہ کی بات مانو، نبی کی بات مانو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا سب سے بڑا دُشمن نفس ہے جو تمہارے پہلو میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ [ط]

یقیناً نفس کثیر الامر بالسوء ہے، بہت زیادہ بُرائی کا تقاضا کرنے والا ہے۔

تو نفس امارہ کا بھروسہ مت کرو، رحمت کے کام کرو، عذاب کے کام مت کرو۔ رحمت کے کام کرو گے تو اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ رہو گے، نفس تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

آج کی تقریر میں دو ہی مختصر چیزیں ولی اللہ بننے کی ہیں۔ کسی ولی کے ساتھ پیوند کاری کر لو۔ اور کیسے معلوم ہو کہ یہ ولی اللہ ہے تاکہ دھوکا نہ ہو؟ یہ دیکھ لو کہ کسی ولی اللہ کے ساتھ بھی رہا ہے یا نہیں۔ کیسے معلوم ہو کہ یہ دیسی آم، لنگڑا آم بن چکا ہے، بس دیکھو کہ دیسی آم لنگڑے آم کی قلم کھا چکا ہے یا نہیں، اور پھر ذرا چکھ بھی لو۔ مارکیٹ میں اُس کا ریٹ بھی لے لو، خاص کر جو ماہرین فن ہیں اُن سے دیسی آم کی اور لنگڑے آم کی پہچان کرو۔ علمائے دین ماہرین فن ہیں اُن کی نظر سے پوچھو کہ فلاں پیر ہمارے لیے کیسا ہے؟ منصف مزاج علمائے دین آپ کو کبھی دھوکا نہیں دیں گے نہ دھوکا کھائیں گے۔ جس پیر سے علماء مرید ہو رہے ہیں تو سمجھ لو یہ پیر سچا ہے کیوں کہ علمائے دین کے پاس علم دین کی روشنی ہے، جو علم کی روشنی میں پورا نہیں

ط یوسف:۵۳

اُترتا علماء اس سے رجوع نہیں کرتے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے دنیا میں بڑے بڑے علماء اس فقیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ بس یہ ارادہ کرلو کہ مولیٰ کو راضی کرنے پر جان دینا ہے۔ بتاؤ! جان کا زیادہ حق ہے یا اللہ کا؟ اب کس دل سے کہوں بس دل میں اللہ اُتار دے۔

بس دعا کرو اب آگے دعا ہی کا سہارا ہے کہ اے اللہ! ہمارے دلوں میں یہ جذبہ ڈال دے کہ ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ آپ کو خوش کرنے میں جان کی بازی لگا دیں۔ ایک لمحہ بھی آپ کو ناراض کرکے حرام مزہ اپنے اندر نہ آنے دیں اور جب ہم جان کی بازی لگائیں تو ہماری جان میں آپ اپنی محبت کا وہ رَس گھول دیجیے کہ ساری دنیا کی تمام چیزیں آپ کے سامنے ناچیز ہو جائیں، آپ بڑی چیز ہیں، آپ سے بڑھ کر کوئی چیز ہی نہیں تو آپ کے قرب کے سامنے سارا جہاں ہمارے لیے ناچیز ہو جائے اور ناچیز پر ہم نہ مریں کہ یہ لاشیں ہیں لاشیں۔ لاش معنیٰ لاشئے۔ لاشئے پر مریں گے تو خود بھی لاش مثبت لاش ڈبل لاش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے اور اپنی محبت کاملہ اور سلامتی و عافیتِ کاملہ نصیب فرمائے اور اپنی رحمت سے ہم سب کو ولی اللہ بنادے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے تمام مصائبِ دنیوی و اُخروی سے اور مخلوق کی جانب سے ہر قسم کے مصائب سے اللہ تعالیٰ عافیتِ کاملہ نصیب فرمائے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے

اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاءاللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا:

۱) ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَۃِ وَھِیَ مَادُوْنَ الْقَبْضَۃِ کَمَا یَفْعَلُہٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَۃِ وَمُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْہُ اَحَدٌ

ترجمہ: ڈاڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی ڈاڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ)
سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان   ۲)... آنکھوں کا زناکار   ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہوجانا یا پرانے گناہوں کو یاد کرکے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہوجائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰه اَللّٰه پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

❁❁❁❁

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کائنات کی عظیم ترین نعمت ہے۔ اس نعمت کا احساس ان ہی لوگوں کو ہوتا ہے جن کا دل گناہ کی نجاستوں سے پاک ہوگیا ہو۔ جیسے بیمار آدمی کو اچھی سے اچھی غذا کا ذائقہ محسوس نہیں ہوتا اسی طرح گناہوں میں مبتلا رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی لذت کا ادراک نہیں ہوتا۔ گناہ کا ایک دنیاوی عذاب یہ بھی ہے کہ ایسے شخص کا دل ہر وقت بے چین رہتا ہے جب کہ متقی کے دل پر اللہ تعالیٰ آسمان سے سکون نازل فرماتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ہر حال میں مست وشاداں رہتے ہیں۔

شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''لذت ذکر اور لطف ترک گناہ'' میں اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ ذکر وتلاوت اور عبادات کی لذت حاصل کرنا ہے تو سب سے پہلے گناہوں کے زہر سے نجات پا کر صحت روحانی حاصل کریں پھر اللہ کا نام لینے میں ایسا مزہ آئے گا کہ محسوس ہوگا کہ زمین سے آسمان تک شربت روح افزا گھلا ہوا ہے۔

www.khanqah.org

AW046

ناشر